رحمن کے بندوں کی نشانیاں

خطاب جمعۃ المبارک 17 جنوری 2020

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً (62) وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً (63) وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَقِيَاماً (64) وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً (65) إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرّاً وَمُقَاماً (66) (الفرقان)

1۔زمین پر عاجزی سے چلنا (اس پر پہلے گفتگو ہو چکی جو درج ذیل لنک پر موجود ہے۔اس پر کلک کریں)

http://islamicfina.com/%d8%b1%d8%ad%d9%85%d9%86-%da%a9%db%92-%d8%a8%d9%86%d8%af%db%92-%da%a9%d9%88%d9%86-%db%81%db%8c%da%ba%d8%9f/

2۔جاہلوں کے مقابلے میں بردباری) اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام

وضاحت: اس دنیا میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو بلاوجہ دوسروں سے الجھتے ہیں۔ایسے جاہلوں کے جواب میں مومنین کا طریقہ صبر کا ہوتا ہے۔وہ ان کی بے ہودہ باتوں کا جواب دینے کے بجائے سلام کرکے رخصت ہوجاتے ہیں۔سلام ،گالی اور جہالت دونوں کا بہترین جواب ہے۔

حدیث: **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے حقوق میں ادا کرتاہوں اور وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتے ہیں۔میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتاہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔میں ان کے ساتھ حلم وبردباری سے پیش آتاہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت برتتےہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرتوایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو گویا ان کے چہروں پر سیاہی پھیر رہاہے اور اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں ہمیشہ تیرا مددگار رہے گا جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔(مسلم شریف)

انسان کو ہر قسم کی برائیوں سے اُبھارنے والا شیطان اور اس کا جرگہ ہے۔اس عدو مبین کی شرارتوں سے پناہ مانگنے کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا گیا تھا: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ - وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ--اے نبی ﷺ! نرمی اور درگزر کا طریقہ اختیار کرو۔ معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ اُلجھو۔ اگر کبھی شیطان تمھیں اُکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (الاعراف ۱۹۹-۲۰۰:)

3۔شب کی تنہائی میں رب کی عبادت) اور جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں(**وضاحت**) :اوپر مومنوں کے دن کا ذکر تھا،اب یہ ان کی رات کا بیان ہے۔یعنی تنہائی میں دنیا سے کٹ کر سجدہ اور قیام میں راتیں گزارنا ان کا معمول ہوتا ہے۔ **حدیث**: **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے**، میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔(مسند احمد)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نظر آنے والے آسمان پر آتا ہے اور بندوں کو بلاتا ہے، کہتا ہے کہ : کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی مدد کو دوڑوں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ اسے دوں۔کون مجھ سے معافی مانگتا ہے کہ اسے معاف کر دوں۔(بخاری، مسلم)۔

absiddique111@gmail.com

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری درمیانی حصے میں ہوتا ہے، پس اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس مبارک وقت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔(ترمذی)۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور تہجد پڑھا کرو، کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور شعار رہا ہے اور قربِ الٰہی کا خاص وسیلہ ہے اور وہ گناہوں کے برے اثرات کو مٹانے والی اور معاصیت سے روکنے والی چیز ہے۔(ترمذی)۔

سجداً کا لفظ بیان کر رہا ہے کہ وہ اللہ کے بندے خود کو اس کے سامنے گرائے رکھتے ہیں اور یہی بندگی ہے۔ مردِ مومن فقر و ولایت کے آخری مقام و مرتبے کے باوجود عاجزی و انکساری کو اپنائے رکھتا ہے اور عبد کہلانا ہی پسند کرتا ہے اگرچہ اس کے قبضہ میں دونوں جہاں کی شاہی ہی کیوں نہ ہو بقول اقبالؒ:۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

absiddique111@gmail.com

بندہ مومن اسی عاجزی اور عبادت کی بدولت اللہ کا قرب پاتا ہے جیسے حدیث قدسی میں ہے:

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ [رواه البخاري:6502]

(حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قرب میں آتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ سو جب میں اس سے محبت کروں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے دیتا ہوں۔۔۔ پھر اللہ اپنے دوستوں کا وفادار دوست ہوتا ہے۔ کسی میں ہمت نہیں ہوتی کہ اُس کے دوستوں کی توہین کر سکے۔ جو اللہ کے دوستوں کا دشمن بنتا ہے اللہ تعالیٰ کا اُس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: **إن الله تعالى قال :**

من عادى لي وليّاً فقد آذنته بالحرب (حديث قدسى)

www.Islamicfina.com

حضرت عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہید لیکن اللہ جل جلالہ کے نزدیک قیامت کے دن ان کا جو درجہ ہو گا اسے دیکھ کر نبی اور شہید ان کی تحسین کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں محض اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھتے ہیں نہ ان کا آپس میں کوئی لین دین ہے اور نہ کوئی رشتہ ہے! اللہ کی قسم! ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے، جب دوسرے لوگ ڈر رہے ہوں گے تو انہیں کوئی ڈر نہیں ہو گا اور جب دوسرے لوگ غمگیں ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہیں ہو گا"۔ (سنن ابی داؤد، مشکوۃ المصابیح)۔

۴۔ **فکر آخرت**) اور جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب، جہنم کے عذاب سے ہم کو بچا لے

۔ **حدیث: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عیش و آرام اور بے فکری سے زندگی کیسے گذار سکتا ہوں جب کہ حال یہ ہے کہ اسرافیل منہ میں صور لیے، کان لگائے، پیشانی جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب حکم ہوتا ہے صور پھونکنے کا۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پڑھتے رہو، "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (ترمذی)۔

انہیں قیامت کے دن کا خوف رہتا ہے کہ کہیں کچھ ایسا عمل سرزد نہ ہو جاءے کہ اُس کے سامنے شرمندہ کیے جاءیں۔۔۔اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠الحدید﴾ ''تم سب جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ،زیب وزینت، آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا، اور مال ودولت اور اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہے، اس کی مثال اس بارش کی ہے جس سے اگنے والی فصل کسانوں کو خوش کردیتی ہے پھر وہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے''۔۔۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ آل عمران- اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم حالتِ اسلام کے سوا اور کسی حال میں ہرگز جان نہ دینا۔ سو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے کہ بندۂ مومن کو اس دنیا کی آب وتاب، چمک دمک اور رنگنیوں ورعنائیوں سے کچھ وقت نکال کر یہ بھی سوچتے رہنا چاہیے کہ وہ اپنی عاقبت وآخرت کے لیے کون سا ذخیرۂ حسنات آگے بھیج رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور (اجرآخرت کی) امید کے اعتبار سے بہتر ہیں''(الکھف:46)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اعمال برتن کی طرح ہیں، اگر اس کا نیچے کا حصہ اچھا ہے تو اوپر کا بھی اچھا ہوگا اور اگر نیچے کا خراب ہے، تو یہ خرابی اوپر تک جائے گی''(سنن ابن ماجہ:4199)۔ اس کی شرح میں شیخ محمد عبدالباقی نے لکھا کہ اس کا اشارہ اس طرف ہے کہ اعتبار انجام کا ہے۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں: "جب روضۂ رسول پر حاضری نصیب ہو تو صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد یہ دعا کرے: اے اللہ! تو ہمارے آقا، اپنے بندے اور اپنے رسول محمد ﷺ کو جنت میں نمایاں مقام (الوسیلہ)، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں اُس مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا آپ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور انہیں اپنی قربت کا اعلیٰ مقام عطا فرما، بے شک تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور تو فضلِ عظیم کا مالک ہے، اور پھر حضور ﷺ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجت پیش کرے اور سب سے اہم سوال حُسنِ خاتمہ، رِضائے الٰہی اور مغفرت کا ہونا چاہیے"، (فتح القدیر ج3 ص169)۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین کو کرید رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: "تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا، خواہ جنت میں ہو یا جہنم میں، مقرر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! (جب سب کچھ طے ہے تو) ہم عمل کیوں کریں؟، ہم (تقدیر) پر بھروسا کر کے کیوں نہ بیٹھ جائیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! (اپنی اپنی توفیق کے مطابق) کام کیے جاؤ، ہر ایک کے لیے (قدرت کی طرف سے) اُس کی عاقبت کے مطابق اسباب آسان فرمادیے جاتے ہیں، پھر آپ نے قرآن کی یہ آیات مبارکہ پڑھیں: "پس جس نے اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیا اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا، پس عنقریب ہم اس کو آسانی (جنت) مہیا فرمائیں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کی، پس عنقریب ہم اس کو دشواری (دوزخ) مہیا کریں گے" (اللیل، آیات: 5.10)، (صحیح مسلم: 2447)۔

ایک دفعہ حضرت عمرت فاروقؓ دربار کا وقت ختم ہونے کے بعد گھر آئے اور کسی کام میں لگ گئے۔اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا آپؓ فلاں شخص سے میرا حق دلوادیجئے آپؓ کو بہت غصہ آیا اور اس شخص کو ایک درا پیٹھ پر مارا اور کہا، جب میں دربار لگاتا ہوں تو اس وقت تم اپنے معاملات لے کر آتے نہیں اور جب میں گھر کے کام کاج میں مصروف ہوتا ہوں تو تم اپنی ضرورتوں کو لے کر آجاتے ہو۔بعد میں آپؓ کو اپنی غلطی کا اندازہ ہوا تو بہت پریشان ہوئے اور اس شخص کو (جسے درامارا تھا) بلوایا اور اس کے ہاتھ میں درا دیا اور اپنی پیٹھ آگے کی کہ مجھے درا مارو میں نے تم سے زیادتی کی ہے ۔وقت کا بادشاہ ایک عام آدمی سے کہہ رہا ہے میں نے تم سے زیادتی کی مجھے ویسی ہی سزا دو۔اس شخص نے کہا میں نے آپؓ کو معاف کیا آپ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں نہیں کل قیامت کو مجھے اس کا جواب دینا پڑے گا تم مجھے ایک درا مارو تاکہ تمہارا بدلہ پورا ہو جائے۔آپؓ روتے جاتے تھے اور فرماتے اے عمر! تو کافر تھا، ظالم تھا، بکریاں چراتا تھا خدا نے تجھے اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور تجھے مسلمانوں کا خلیفہ بنایا گیا تو اپنے رب کے احسانوں کو بھول گیا آج ایک آدمی تجھ سے کہتا ہے کہ مجھے میرا حق دلائو تو تو اسے درا مارتا ہے۔"اے عمر! کیا تو سمجھ بیٹھا ہے کہ مرے گا نہیں کل قیامت کے دن تجھے اللہ کو ایک ایک عمل کا حساب دینا پڑے گا"۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسی بات کو دہراتے رہے اور بڑی دیر روتے رہے۔

www.Islamicfina.com

5۔دنیا کی بے ثباتی کا یقین: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے شمار احادیث میں امت کی توجہ آخرت کی طرف دلائی ہے، **فرمان نبوی ہے**: ”عقل مند آدمی وہ ہے جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اور ایسے کام کئے جس کا فائدہ اسے موت کے بعد ملے گا۔“ (بخاری)۔**آپ صلی اللہ علیہ وسلم** نے انسانی حرص کو لگام دیتے ہوئے فرمایا: ”انسان ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے اور یہ میرا مال ہے، حالانکہ سوائے تین چیزوں کے کوئی اس کا مال نہیں ہے (۱) جو کچھ کھا کر ختم کر دیا۔(وہ اس کا ہے، کیونکہ اس کھانے کے مزے اس نے اس دنیا میں لیے (2) جو کچھ پہن کر پرانا کر دیا۔(وہ اس کا ہے، کیونکہ اس لباس سے اس نے اس دنیا میں زیب وزینت اختیار کی (3) اور جو کچھ (اچھا یا برا) عمل کر کے توشہ آخرت تیار کر لیا (وہ اس کا ہے، کیونکہ اس کی جزا یا سزا اس کو آخرت میں ملے گی) اس کے سوا جو کچھ ہے وہ (وارثوں کو) جانے والا، اور لوگوں کے لیے چھوڑ کر مرنے والا ہے۔“ (متفق علیہ)

”اگر انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں پھر بھی اس کی چاہت ہو گی کہ کاش اسے تیسری بھی مل جاتی ۔انسان کی (حرص) کے پیٹ کو سوائے (قبر کی) مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ “(بخاری)۔۔۔۔

وما علی الا البلاغ

www.Islamicfina.com